رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۰۹۳

ان تنصروا اللہ ینصرکم ویثبت اقدامکم

البدر

چھپا دست ہمت میں زور قضا ہے
مثل ہے کہ ہمت کا حامی خدا ہے

عام قیمت پانچ روپیہ

Digitized by Khilafat Library

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

جلد ۲ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۱ دسمبر سنہ ۱۹۱۸ء | نمبر ۴۳

حضرت خلیفۃ المسیح کی طرف سے مولوی محمد علی صاحب کی چٹھی کا جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مکرمی مولوی صاحب:۔ السلام علیکم۔ آپ کا ایک مطبوعہ اعلان جس میں آپ نے مجھے اور میرے متبعین کو لاہور آنیکی دعوت دی ہے مجھے ملا۔ مجھے تعجب ہے۔ کہ جہاں آپ کو یہ معلوم ہوا کہ اس سال ہم نے جلسہ مارچ تک ملتوی کر دیا ہے۔ وہاں آپ کو اس کے ساتھ ہی یہ معلوم نہ ہوا۔ کہ جلسہ کی التوا کی وجوہ کیا ہیں۔ کیونکہ اگر آپ ان وجوہ کو مدنظر رکھتے اور حق جوئی آپ کے مدنظر ہوتی تو کبھی ایسا اعلان شائع نہ کرتے۔ جیسا کہ اخبارات میں شائع ہو چکا ہے۔ جیسا کے اس سال ملتوی کرنے کی یہ وجہ ہے۔ کہ

(۱) تو ابھی ملک میں ایک سخت وبا پڑ چکی ہے۔ بلکہ بعض حصص ملک میں ابھی تک پڑی ہوئی ہے پس خطرہ ہے کہ بیماری سے تازہ اٹھے ہوئے لوگ سفر کی تکلیف نہ برداشت کر سکیں۔ یا اجتماع سے پھر کسی قسم کی تحلیف ہو جاوے۔

(۲) قحط سالی کے اخراجات۔ جن کے ساتھ بیماری کے اخراجات مل گئے ہیں۔ پس ضروری سمجھا گیا کہ جبتک ایک عرصہ نہ گذر جاوے کہ لوگ اپنی صحت میں ترقی کر لیں۔ اور جو بار خرچ ان پر پڑ چکا ہے۔ وہ ہلکا ہو جاوے۔ اس وقت تک جلسہ نہ کیا جاوے۔

اب ان وجوہ کے اعلان کے باوجود آپ کا یہ لکھنا کہ اس موقعہ پر متبعین اور میں یا میرا قائمقام لاہور آویں۔ اگر ایک چالاکی نہیں ہلیں تو اور کیا ہے۔ آپ بڑی مہربانی سے کھانے کے متعلق تو دعوت دیتے ہیں۔ مگر دوسری مضرتوں۔ اور اخراجات کا کون ذمہ وار ہوگا۔ پھر اس قحط سالی میں دو دفعہ اخراجات غرباء کس طرح برداشت کریں گے۔ اگر لاہور آویں تو دوبارہ قادیان آنا مشکل ہوگا علاوہ ازیں احقاق حق کا یہ کونسا طریق ہے۔ کہ ایک جلسہ میں تو آپ اپنی تقریر کریں۔ اور اس کے تین ماہ کے بعد ہم اس کے زہر کا

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی پروپرائٹر شائع ہوا

ازالہ کریں مگر کیا آج تک کسی راستباز نے اس تجویز کو منظور کیا ہے؟ پس اگر آپ میں کچھ بھی صداقت کا پاس ہے۔ تو اس قسم کی چالاکیوں کو ترک کر کے ایک مجلس مناظرہ کا فیصلہ کریں۔ جس میں اصل اختلافی مسائل پر برابر حقوق کے ساتھ گفتگو ہو جاوے۔ اور ایسے مقام پر ہو کہ وہ ہم دونوں کے لئے برابر ہو۔ اس میں ہمارے آدمی بھی شامل ہوں اور آپ کے بھی۔ اگر یہ بات آپ کو منظور ہو تو اپنے کسی معتبر کو اس کام کے لئے مقرر کر کے مجھے اطلاع دیں۔ جو فیصلہ شرائط میں آپ کا قائمقام ہو۔ میری طرف سے مولوی فضل الدین صاحب پلیڈر ہونگے ؛

خاکسار مرزا محمود احمد قادیان۔ ۱۸ دسمبر ۱۹۱۸ء

نوٹ۔ گو آپ نے اپنے جلسہ میں ہم کو اعتراض کرنے کا موقعہ دینے کا ذکر کیا ہے۔ لیکن ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے۔ کہ اول تو اعتراض کو سننے کے لئے وقت بہت کم ہوا کرتا ہے۔ علاوہ ازیں آخری تقریر ہمیشہ کی ہوتی ہے۔ پھر سب سے بڑی بات یہ کہ صرف اعتراض کرنے سے پوری طرح کسی زہر کا ازالہ نہیں ہوا کرتا۔ اور نہ ہی اس سے سامعین کی پوری پوری تشفی اور تسلی ہوا کرتی ہے۔ جب تک معترض علاوہ خصم کے دلائل کو توڑنے کے اپنے معتقدات کو مفصل طور پر معہ دلائل نہ بیان کرے۔ لیکن اس کے لئے آپ تین ماہ بعد کا وقت مقرر کرتے ہیں ؛

وی پی

۲۸ دسمبر کا الحکم سالانہ قیمتوں کے لئے وی پی ہوگا۔ سب احباب تیار رہیں

ایڈیٹر

جلسہ سالانہ کے متعلق نہایت ضروری اعلان

تمام احمدی احباب کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ امسال سالانہ جلسہ دسمبر کے آخری ہفتہ میں نہیں ہوگا بلکہ اپریل ۱۹۱۹ء میں اسٹیٹ کی تعطیلات کے موقعہ پر ہوگا۔

جو احباب اس اعلان کو پڑھیں انہیں چاہیئے کہ اپنے گرد و نواح کے دیہات میں جہاں کوئی اخبار نہیں پہنچتا وہاں خود جا کر یا کسی اور آدمی کو بھیج کر وہاں کے احمدیوں کو اس سے بہت جلدی آگاہ کر دیں۔ یہ بھی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی طرف سے ضروری حکم ہے۔

ضروری اطلاع

معلوم ہوا ہے کہ اخبار الفضل مورخہ ۲۳ نومبر میں اس امر کا اعلان ہو جانے کے بعد بھی کہ اس سال سالانہ جلسہ اسٹیٹ کی تعطیلات میں ملتوی کیا گیا ہے اس قسم کے بعض خطوط کئی احباب کو پہنچے ہیں جن میں لکھا گیا ہے کہ تا حال جلسہ کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔ یا یہ کہ دسمبر میں جلسہ ہوگا اور الفضل میں جو اعلان ہوا ہے۔ وہ غلط ہے جن دوستوں کو کوئی ایسا خط پہنچا ہو وہ بہت جلدی اصل خط حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت اقدس میں بھیج دیں سخت تاکید ہے اور اگر خط محفوظ نہ رہا ہو تو خط لکھنے والے کے نام سے حضور کو عریضہ لکھ دیں۔ اور جن احباب کو وہ خط دکھایا یا سنایا گیا ہو ان کی شہادت لکھ دیں ؛

جنازہ غائب پڑھا جاوے۔ سید نذیر حسین صاحب کھٹیالیان سے چوہدری شہاب الدین صاحب مرحوم کی دختر جنت بی بی اور اس کے بچے کے جنازہ غائب کی درخواست کرتے ہیں مرحومہ صالحہ اور موحدہ تھیں

نور الدین اعظم کپور تھلہ میں

(گذشتہ سے آگے)

میں دیکھتا ہوں کہ میری عمر کا ایک وہ حصہ تھا کہ سلطنت الٰہی وسیع نہ تھی اگر ہم لوگوں کو اس وقت لاہور سے کوئی چیز منگوانی ہوتی تو بڑا روپیہ خرچ کرنا پڑتا تھا۔ اور میرے والد چونکہ میری تعلیم کے بہت خواہشمند تھے وہ میرے لئے اکثر چیزیں لاہور سے منگواتے اور بڑے دقتوں سے منگواتے۔ اب ایسا زمانہ ہے کہ ایک مسافر پشاور سے سوار ہے اور کلکتہ تک سوتا ہی چلا جاوے میں نے ایک دفعہ چار کارڈ منگوائے عدن سیلون۔ چین۔ اور لندن بھیجدیئے۔ میں نے سجدۂ شکر کیا کہ ایک بادشاہ کے اتحاد سے ہمکو کتنا آرام مل گیا ہے کہ ہم ساری دنیا کی خبر آسانی سے گھر بیٹھے منگوا سکتے ہیں۔ اور گھر بیٹھے بیٹھے ہم کن کن دور دراز کے دوستوں سے ملاقات کر سکتے ہیں حسد اور بخل کا دل۔ مطبع اور کاغذ نے نکال کر پھینکدیا ہے۔ دس ورق کی کتاب کی پہلے کیا قیمت تھی اور اب کیا ہے پھر جس طرح اس سلطنت سے اتحاد کر کے ہم نے فائدہ اٹھایا ہے۔ اس طرح وہ طاقت جس کے ہاتھ میں ہمارے دکھ سکھ۔ موت۔ حیاتی رکھی ہوئی ہے۔ اس پر ایمان لا کر یعنی اس سے اتحاد کر کے انسان کبھی غضب۔ تکبر میں نہ پڑ گیا اور ہزاروں بیماریوں کا خود علاج بن جاوے گا۔ یہی اس جلسہ کے حاضرین اگر ایک امر خصوصہ میں کوشش کریں تو مباحثات کا موقع نہ ملے۔

یہ میرا تجربہ ہے کہ کبھی انسان کسی نیک کام یا نیک خیال میں لگا ہوا ہوتا ہے کہ یک دم اس کا خیال بدی کی طرف راغب ہو جاتا ہے اور کبھی کسی بدی میں مصروف ہوتا ہے کہ فوراً نیک کام کی تحریک ہوتی ہے کبھی دوسرے پر رحم۔ کبھی سلوک اور کبھی محبت کرنے کو تیار ہو جاتا ہے اور کبھی اس میں کھویا اور دنیا طلبی آجاتی ایسے خیالات کو ہمارے شریعت کی اصطلاح میں ملائکہ یا شیاطین کی تحریک نام رکھتے ہیں۔ گو یہ اصطلاحی نام ہے مگر ایسا واقع ضرور ہوتا ہے۔ پھر اگر ہم نیکی سے اتفاق کریں۔ جیسے ایک بچہ کو پہلے پتنگ چڑھانے میں تکلیف تو ضرور ہوتی ہے پر جب وہ دور چلا جاوے تو وہ خود بخود چڑھتا ہے اس طرح جب انسان نیکی میں قدم بڑھاتا تو پہلے ذرا تکلیف معلوم ہوتی ہے بعد میں خود بخود اس سے نیکی سرزد ہوتی چلی جاتی ہے۔ اور اس میں پھر اس کو کسی قسم کی تکلیف نہ مالی نہ جانی۔ محسوس ہوتی ہے ساتھ ہی یہ خیال آتا کہ۔ کنوئیں کی لہر کی کو اگر حقیقت کی نگاہ سے دیکھیں تو عجیب سبق ملتا ہے۔ وہ یہ کہ جب اس کے ذریعہ ڈول کو کنوئیں میں گرانا چاہتے ہیں تو جوں جوں ڈول بعید ہوتا جاتا توں توں بھر کنی کی گرانیکی طاقت بڑھتی جاتی ہے۔ پھر جب انسان گرنے لگتا ہے تو گرنے میں بھی گرانیوالی طاقت جلدی جلدی ترقی کرتی ہے۔ پہلے پہل۔ کچھ گناہ کا شرم۔ کچھ دوستوں کا لحاظ۔ کچھ مربیوں سے حجاب ہوتی ہی ہے مگر پھر آہستہ آہستہ سب سے بڑھ جاتا ہے۔ پھر جب ہمارے دل میں نیک خیال آویں تو ہم ان کے بڑھانے کی کوشش کریں تاکہ ہم سکھ پہونچانے کی کوشش کریں۔ مگر جب بدی کے خیال آویں تو ان کو روکیں ورنہ اس میں ترقی ہو کر دکھ اٹھانا پڑیگا۔

پھر مذہب میں پاک کتابیں بھی ہوتی ہیں۔ ان میں دنیا کی بہتری بھی ہوتی۔ مگر ان میں ایک حصہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ جو بحث طلب ہوتا ہے۔ پھر کیا بابرکت ہے وہ ملک وہ قوم۔ وہ گھر جس نے اپنی کتاب کی نیکی باتوں میں جن میں اتحاد تھا۔ اتفاق کیا۔ توریت۔ انجیل وید مہابھارت۔ قرآن کریم۔ میں نیکی کی باتوں میں تو اتفاق تھا۔ اس سے اگر لوگ نیکی کی باتوں میں اتفاق کرتے اور اختلاف کے لئے ہادی امدد نہ کو جاننے والا دعائیں کرتا۔ کیونکہ ہم اپنی بھلائی میں تو کوشاں ہیں۔ مگر بعض باتیں جن میں ہمارا اختلاف تھا۔ ہم لوگوں نے اس اختلاف کو آگے رکھ لیا۔ اور اتحاد کو چھوڑ دیا۔ اس لئے اختلاف بڑھ گیا۔

ایک دفعہ ایک عالم صاحب مرزا صاحب کے متعلق مباحثہ کرنے آئے۔ میں نے کہا آپ تو صوفی ہیں اور تنہائی میں بحث چاہتے

ہیں۔ گویا آپ ہارنا نہیں چاہتے۔ مگر بدقسمتی سے آپ نے ضرب کا صفحہ پڑھا ہے۔ مگر نہ آپ مارنیوالے نہ مار کھانے والے۔ پھر آپ کیا فائدہ اٹھا دیں گے کیوں۔ اس کی دو وجہ ہیں۔ اگر آپ جیت جائیں تو اور اگر ہار جائیں تو۔ گواہ کون ہوگا اسی لئے تو آپ تنہائی چاہتے ہیں اصل میں آپ کا دل مانتا ہی نہیں کہ ایک انسان دنیا کا مصلح ہو سکتا ہے۔ پھر اس کی عمدہ راہ یہ ہے کہ ہر شخص کی بدی دل سے دور کر کے خدا کے حضور دعا کرو کہ مولا کریم مجھے اس امور میں بہت شبہات ہیں پھر تو میری راہ نمائی کر اور ہدایت کر۔ پھر مضطر انسان کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے خرگدا نہ بنو۔ نر گدا بنو۔ پس خدا تعالیٰ خود تمہارے راہ نمائی کریگا جواب دیا کہ نہیں اس سے کچھ نہیں بنتا۔ میں نے کہا پھر مجھے بھی کچھ نہیں بنتا۔ مجھے یہ یقین تھا کہ اگر یہ شخص اس طرح دعا کریگا تو ضرور فائدہ اٹھا دیگا۔ مگر خلاف نکلا۔ کیا حرج تھا کہ وہ ایک دفعہ بھی دعا کر لیتا۔ اور میں سمجھتا کہ مجھے بھی باوقعت سمجھا مگر کچھ دنوں کے بعد میں نے اس کی ایک کتاب دیکھی اس میں لکھا کہ مرزا کے طبع ایسے بودے ہیں کہ میں نے نور الدین سے سوال کیا تو مجھے دعا کی غلط راہ دکھائی پھر کسی کی تسلی کر دینا۔ یا تسلی کر نیکا وعدہ کرنا یہ بدون فضل الٰہی حاصل نہیں ہو سکتا اس لئے ہر شخص کے بغض۔ کینہ۔ عداوت کو چھوڑ کر ایسی بات اختیار کرے جن سے خود بھی اور دنیا کو بھی سکھ میں رکھ سکے۔

میں نے اپنی پر سے ایک دفعہ عرض کیا کہ کوئی ایسا نسخہ بتلاؤ کہ دنیا میں ہمیشہ خوش رہوں۔ کہا آسان ہے۔ مگر لوگ علم نہیں رکھتے اور عمل نہیں کرتے۔ میں نے کہا کیا۔ جواب دیا کہ خدا نہ بنو اور رسول نہ بنو۔ میں نے کہا اس کا کیا مطلب کہا۔ تم خدا کسکو کہتے ہو۔ میں نے کہا وہ ایک ایسے زبردست طاقت ہے کہ جو چاہے سو کرے۔ کسی کی مجال نہیں کہ نافرمانی کرے۔ پھر کہا کہ ؎

چاہا ہمنے مگر نہ چاہا تو نے ؎ چاہا تیرا ہوا ہمارا نہ ہوا

مجھے یہ بات نہایت پسند آئی کہ ناکام انسان بھی کبھی ناراض نہ ہو۔ کیونکہ ہم خدا تو نہیں کہ ہمارا ہر چاہا پورا ہو جاوے اگر اس کا کام پورا نہیں ہوتا تو نفس کو ملامت کرے کہ تو کوئی خدا ہے جو تیرا چاہا ہو کر رہے پھر فرمایا۔ رسول کس کو کہتے ہو۔ عرض کیا کہ وہ خدا کی طرف سے آتے اور جو کچھ لاتے وہ حق اور سچ ہوتا۔ اور اگر لوگ اس پر عمل نہ کرتے تو گھبراتے کہ جو کچھ ہم لائے ہیں لوگ اس کو ضرور مان لیں۔ فرمایا۔ پس تو اگر کسی حکم کی اتباع کرانے میں ناکام رہے تو سمجھنا کہ تیرا رسول کا عہدہ تو نہیں کہ تیرا ہر کہنا مان لیا جاوے پھر تو یاد رکھ کہ اگر تیری سچائی کو بھی کوئی چھوڑتا ہے تو تو مامور نہیں یہی راحت بخش زندگی ہے۔

ایک تقدیر کا مسئلہ ہے جس پر اتفاق ہونا چاہیئے یہ بھی ملک کی بدقسمتی ہے کہ پاک اور سچے معنوں کا انکار کریں۔ تقدیر کے معنے ہیں اندازہ۔ آواز۔ علم۔ جنبہ وغیرہ ہر چیز کی ایک حد ہوتی ہے جس کو عربی میں تقدیر کہتے ہیں خلق کل شیئٍ فقدرہ تقدیرا۔ پس یہ سب چیزیں اندازہ کے ساتھ ہیں۔ بدقسمت انسان ہے وہ جو اس بھید کو نہیں سمجھتا۔ کہ بدی کا نتیجہ بد نہ ملیگا۔ بلکہ اچھا ملیگا۔ گندم از گندم بروئد جو از جو کیا عمدہ اور پاک ترجمہ ہے تقدیر کا۔ بدی سے نیکی کی امید جھوٹ۔ جھوٹ۔ فریب دہوکہ وغیرہ سے اگر کوئی یقین کرے کہ میں کامیاب ہوا تو وہ بالکل جھوٹا ہے۔ نہیں سمجھتا کہ گندم از گندم بروئد جو از جو۔ پنجابی کی خوب مثل ہے کہ جو کوئی آگ کھائیگا انگار ہگیگا۔

بہلول۔ ہارون رشید کے بھائی تھے۔ مگر اور سلطنت میں دخل نہ دیتے تھے۔ ایک دفعہ ہارون رشید نے انکو کہا کہ آپ ایک بھلا کام کریں۔ بازار کی خبر رکھا کرو۔ کہا بہتر۔ ایک دفعہ کروڑوں کے تاجر کی دوکان پر گئے اور پوچھا کیا حال ہے۔ کہا پیسہ روپیہ منافع لیتے ہیں بچہ آوے نادان آوے بوڑھا آوے جوان آوے اس سے زیادہ نہیں لیتے کبھی کوئی نقصان نہیں ہوا۔ لاکھوں کا مال بکتا ہے۔ نقد خرید فروخت ہے۔ سینکڑوں کا منافع ہے۔ دوسری ایک دوکان پر گئے جہاں ہزاروں کی دوکان تھی۔ سوا یا منافع لیتے اس میں کچھ

فرض بھی بتلایا گیا۔ کہا بعض آسانی پل بھی جاتی ہے بقدر ضرورت گذارہ ہوتا ہے۔ پھر ایک گلی کے چوردوکان پر گئے۔ پوچھا سناؤ کہا اندھا راجہ بیداد نگری۔ چار گنہ۔ آٹھ گنہ۔ بیس گنہ بھی کر لیتے ہیں مگر قدرت خدا کی اگر دن کا ہے تو رات کا نہیں اور اگر رات کا ہے تو دن کا نہیں۔ برا حال ہے۔

یہ سیر کر کے بہلول ہاروں کے پاس گئے کہا ضرور عقاید اور زبان بھی اثر کرتے پر اعمال بھی اپنا پہل دے رہے ہیں میرے اور تمہارے نگرانی کے سوائے بھی لوگ اپنے اپنے اعمال کی جزا سزا پا رہے ہیں۔ ہاں اندھے انسان کی نظر اس پر نہیں پڑتی۔ پس میرے خیال میں تقدیر پر ضرور ایمان ہو۔

پھر تدبیر ہوتی۔ جو تقدیر کے نیچے چلتی ہے پھر جو تدبیر تقدیر کے خلاف ہو وہ کبھی کارگر نہیں ہوتی مگر یہ بات ضرور مد نظر رہے کہ جس کام کو یہ کہہ کر علی رؤس الاشہاد نہیں کر سکتا اس میں ضرور کچھ کھوٹ ہے۔ پھر جو بات دوسروں کی طرف سے ہم اپنے لئے پسند نہیں کرتے۔ چاہیئے کہ وہ ہم دوسروں کے لئے بھی ناپسند رکھیں۔ میرے دانست میں ان اتفاقات میں کوشش کرنا ہی اس آیت میں ہے۔ لن یدخل الجنت الا کان ہودًا اور نصارٰی یہود کہتے ہیں ہم خدا کے مقرب ہیں۔ عیسائی کہتے ہم مقرب ہیں کیونکہ مسیح کفارہ ہو گیا۔ میں کہتا ہوں کہ آتشک کس کو ہوتا ہے تم کو یا مسیح کو۔ ہر انسان صرف دعوے سے کامیاب نہیں ہو سکتا اسلام کے معنے ہیں سلامتی۔ آشتی۔ عمدہ نمونہ مگر ایک شخص زانی فاسق۔ فاجر۔ معاشرت اور تمدن میں برا نمونہ ہے وہ ان لفظوں سے بچ نہیں سکتا۔ کیوں! اس لئے کہ۔ بلٰی من اسلم وجہہ للہ وہو محسن۔ پھر یہی شخص فائدہ اٹھائیگا۔

نماز کا وقت آگیا ہے۔ اور شاید میری تقریر میں آپ لوگوں کی دلچسپی ہی پیدا نہ ہوئی ہو۔ اس لئے میں اسکو ختم کرتا ہوں اور یہ کہکر ختم کرتا ہوں کہ باوجود اختلاف اعذیہ۔ اشربہ۔ صور۔ مکان بوشہر کے پھر بھی وحدۃ کی روح اگر تم میں لگی رہے۔ تو آرام اور سکھ پاؤ گے تمہارے کام عمدہ طور پورے ہونگے۔ کیا پہلے ہیں وہ جو اختلاف میں اختلاف رکھتے اور اتفاق میں اتفاق۔ ایسا ملک۔ ایسا گھرانا شہر امن سے رہتا ہے۔ لو میں سب سے رخصت ہوتا ہوں۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

Digitized by Khilafat Library

گناہ پر لیکچر

حضرت مولینا مولوی عبد الکریم رضی اللہ عنہ کی ملفوظات

حضرت مخدوم الملۃ مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ سلسلہ احمدیہ کے ان مشاہیر صحابہ میں سے ہیں جو سلسلہ کیلئے عظیم الشان قربانیاں کرنیوالے گزرے ہیں اللہ تعالیٰ اس وحی میں جو حضرت مسیح موعودؑ پر نازل ہوئی حضرت مخدوم الملۃ کا نام مسلمانوں کا لیڈر رکھا حضرت مسیح موعودؑ نے آپ کی وفات پر ایک نظم لکھی جو ان کی لوح مزار پر ہے جس میں فرمایا۔ کے تو ان کردن شمار خوبئ عبد الکریمؓ۔ ۱۵ر جون ۱۸۸۹ء کو بیعت کے پہلے سال میں گناہ پر فلسفیانہ لیکچر دیا تھا جس میں گناہ کی حقیقت۔ توبہ کا فلسفہ۔ کفارہ اور تناسخ کا ابطال لطیف طور پر کیا ہے یہ لیکچر نایاب ہو گیا تھا (میں نے جو حضرت ممدوح کے ادنیٰ خادموں میں سے ایک ہوں) بڑی محنت سے مہیا کر کے نہایت عمدہ کاغذ پر چھپوایا ہے۔ حضرت مخدوم الملۃ سے محبت رکھنے والے احباب سے میرا خطاب ہے کہ وہ اس لیکچر کی کم از کم دس جلدیں خرید لیں اور اپنے احباب کو مخدوم الملۃ کی ایک نشانی سمجھ کر ہدیۃً دیں۔ اس کے بعد یا اسی لیکچر کی آمد سے مولوی صاحب ممدوح کا دوسرا لیکچر توبہ جو پہلے شائع نہیں ہوا۔ شائع کیا جائیگا اور اس پر ارادہ ہے کہ مخدوم الملۃ کے ملفوظات شائع کئے جائیں ایک جلد کی قیمت ۴ر ہے چار جلدوں سے کم باہر روانہ نہ ہوگا۔ پتہ دفتر اخبار الحکم قادیان۔

این ماتم بسخنت کہ گویند جوان مرد

۲۱ دسمبر ۱۹۱۸ء کا دن میرے اور میرے خاندان کے لئے خدا تعالیٰ کی عظمت و جلال کے سامنے سر جھکا دینے اور دنیا کی بے ثباتی کا ایک دوسرا سبق دینے والا تھا کیونکہ ۲ بجے بعد دوپہر عزیز مکرم اخویم مولوی غلام غوث اسلم (مولوی عالم) میرا حقیقی بھائی اپنے حقیقی مولا کے حضور بلایا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور قبل مغرب مقبرہ بہشتی کی پاک اور برکات کی زمین میں اسے سپرد خاک کر دیا گیا۔

مرحوم کی جوانمرگی اس کی قابلیت۔ سعادت و رشد خدمت دین کے لئے جوش اور امنگ ایسے امور ہیں جو میرے دل پر ایک گہرا اثر پیدا کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔

عزیز **مولوی غلام غوث** ایک ہونہار نوجوان تھا اس نے مولوی **فاضل** کے امتحان میں جانا تھا اور اس کا آئندہ پروگرام انگریزی اور سنسکرت زبانوں کی تحصیل تھی۔ مگر اللہ تعالیٰ کی مشیت اسے مزید موقع دینا نہ چاہتی تھی۔ مرحوم اس مہینے کی ۷ تاریخ سے بخار سے بیمار ہوا مگر اس نے اس کا چندان احساس نہ کیا اور اپنی تعلیم کے سلسلہ میں ایک دن کے لئے بھی ناغہ کرنا پسند نہ کیا اور باقاعدہ سکول میں جاتے دیکھتا اور اپنی زندگی کے معمولی مشاغل میں ہر روز اسی طرح مشغول پاتا اس طرف توجہ بھی نہ کر سکا لیکن ایک دن اس کی غیر معمولی گھبراہٹ نے مجھے اور میرے خاندان کو آگاہ کیا کہ وہ بیمار ہے جس پر علاج کی طرف توجہ کی گئی اور خدا کا شکر ہے کہ مرحوم کی آسانیاں اور سہولتیں اس کے علاج کے لئے میسر آئیں۔ قادیان کے تمام اطباء نے اور مکرمی ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب نے پوری توجہ کی میرے دیرینہ مخلص اور ہمدرد مکرم کسار دینی مفتی فضل الرحمٰن صاحب نے نہ صرف اپنے بیمار بچے محمود کے اسے ہمارے لئے نرد بنا دیا

کی وفات سے بہت مضمحل ہو رہے تھے۔ اور خود بھی بیمار تھے مولوی غلام غوث صاحب کے علاج میں اپنے اوقات کو پورے طور پر لگا دیا۔ قادیان کے صلحاء اور بزرگوں کو بھی اس نوجوان کی طرف خاص توجہ تھی اور سب سے بڑھ کر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی توجہ میرے اور میرے خاندان کے لئے تسکین دہ تھی۔ حضرت نے خود بھی اس کے لئے نہ صرف دعا فرمائی بلکہ دوا بھی دی جس نے مرحوم کے دل پر ایک گہرا اثر محبت و اخلاص میں ترقی کرنے کا کیا وہ بار بار کہتا۔ کہ

بھائی جی میرا ایمان بہت ترقی کر گیا ہے

حضرت صاحب کو میرا اتنا بڑا خیال ہے کہ خود دوا دی

الحمد للہ الحمد للہ۔

خدا کی حمد کرتا اور حضرت خلیفۃ المسیح کے لئے محبت اور اخلاص کا ایک دریا اس وقت اس کے اندر جوش زن تھا مگر

تقدیر کے نوشتہ مٹ نہیں سکتے

موت کا کوئی علاج ہمارے ہاتھ نہ تھا۔ مرحوم نے نہایت اطمینان اور سکون کے ساتھ جان دی آخری وقت تک وہ خدا تعالیٰ کے ساتھ وفا کے رنگ میں رنگین تھا۔ مرحوم کے اوصاف اور خوبیوں کے زیادہ دست سے بیان کرنے کی مجھے فرصت نہیں۔ وہ زندہ رہتا تو خدا تعالیٰ کے فضل سے یقین تھا

کہ سلسلہ کا ایک ممتاز خادم ہوتا

بیماری انسان کے ایمان اور اخلاق کے پرکھنے کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ میں نے نہایت غور سے اس کا مطالعہ کیا کہ اسکی زندگی خصوصیت سے ان ایام میں دعا میں گذری اور خدا تعالیٰ کی حمد اس کی زبان پر تھی۔ ایک دن میں نے کہا کہ

غلام غوث تم خدا تعالیٰ سے ایک عہد کرو کہ وہ تمہیں اس بیماری سے نجات دے اور شفا بخشے تو اپنی زندگی خدمت دین کے لئے وقف کرو۔

چونکہ اس کو ثقل سماعت اس بخار کی شدت کیوجہ سے ہو چکا تھا اور صحت اور تندرستی کے ایام میں ایک مرتبہ مینے اس کو حفظ قرآن کی طرف توجہ دلائی تھی۔ وہ میرا مفہوم یہی سمجھا کہ میں اس کو حفظ قرآن کی یاددہانی کر رہا ہوں کہنے لگا؟ بھائی جی! میں صحت پاکر قرآن مجید حفظ کرونگا اور ڈیڑھ پارہ میں یاد کر چکا ہوں میں نے آج تک اس لئے نہیں کہا کہ میرا ارادہ تھا کہ میں پورا یاد کرکے آپ کو بتاؤنگا۔

اس پر میں نے جو اس کو مندرجہ بالا عہد کی طرف توجہ دلائی تو چند منٹ تامل کرکے جو دراصل اس عہد کو خدا کے حضور پیش کرنے کا وقفہ تھا مجھے کہا کہ

آپ گواہ رہیں میں نے خدا تعالیٰ کے حضور یہ عہد کرلیا ہے کہ مجھکو شفا دے تو باقی زندگی خدمت دین کے لئے وقف کرتا ہوں" تمام بیماری میں اس کی دعا یہ تھی۔ اللھم الحقنی بالصالحین اور کثرت سے پڑھتا تھا اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم پہلی دعا کے متعلق کہا کہ مجھکو کسی نے کہا ہے کہ حضرت صاحب کو الہام ہوا ہے کہ اگر کسی کو بخار ہو جاوے تو وہ یہ دعا پڑھے تو بخار اتر جاتا ہے اور دوسرے کے متعلق کہا کہ کوئی کہہ گیا ہے کہ کثرت سے پڑھو۔

غرض نہایت صبر اور شکر کے ساتھ وہ اس بیماری میں اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہا اور اسی سکون میں جان دیدی۔

فطرتاً انسان ماں باپ سے مانوس ہوتا ہے آخری تین چار دنوں میں یہ جذبہ بھی غالب آیا کہ حضرت والد صاحب قبلہ کے پاس جاؤں اور والدہ اور بھائی سے ملوں اس کے لئے بعض اوقات اٹھ کھڑا ہوتا کہ ابھی جاتا ہوں۔

ایک دن میں نے معقولیت سے پوچھا کہ غلام غوث یہ بتاؤ اس وقت مکہ اور مدینہ کے بعد کس مقام کو تم منزل برکات اور محترم سمجھتے ہو کہنے لگا کہ اس کا جواب آسان ہے حضرت صاحب نے فیصلہ کر دیا ہے۔

(199)

زمین قادیان اب محترم ہے

یہ ایسا مقام ہے کہ جہاں شعائر اللہ ہیں دعا کے لئے تحریک ہوتی ہے۔ صلحا کی جماعت رہتی ہے پھر میں نے کہا کہ پھر دوسری جگہ کے لئے کیوں بیقرار ہو۔

کہنے لگا اس کا جواب بہت آسان ہے مجھے اعتراف ہے کہ یہ میرے نفس کی کمزوری ہے

غرض مرحوم ہر طرح سے ایک سعادت مند اور ہونہار نوجوان تھا۔ شیعہ مذہب کی حقیقت کے انکشاف کا بڑا جوش اس کے دل میں تھا۔ اس باطل کو کچلنے کے لئے ہمیشہ طیار رہتا تھا۔ اخبار فاروق میں اس کے مضامین نکلتے تھے مصر کے جرائد اور مکہ کے اخبار قبلہ میں ایک سلسلہ مضامین عربی میں لکھنے کا عزم کر چکا تھا۔ مگر زندگی نے مہلت نہ دی۔

مرحوم کے واقعہ انتقال نے مجھ پر میرے خاندان پر غیر معمولی اثر ڈالا ہے اور خصوصاً حضرت والد صاحب قبلہ کو اس پیرانہ سالی میں جبکہ وہ ستر سال سے متجاوز ہیں بہت بڑا صدمہ پہنچا ہے مگر الحمد للہ وہ خدا کی رضا پر راضی ہیں اگرچہ انکا اضطراب اور بیکلی دیکھنے والے کو بھی بیکل کئے بغیر نہیں رہ سکتی۔

مرحوم کی صحت کے لئے میرے معزز ہم عصر الفضل نے آج کی اشاعت میں دعا کی تحریک کی تھی اور ابھی وہ پرچہ احباب تک نہ پہونچا ہوگا کہ مرحوم نے اس دنیا کو چھوڑ دیا۔ اور زبان حال سے جنازہ غائب کی درخواست کر دی اس لئے میں اپنے تمام احباب سے التماس کرتا ہوں کہ وہ عزیز مکرم مولوی غلام غوث کے لئے جنازہ غائب پڑھیں۔

اور اس کے رفع مدارج کے لئے بہت دعا فرمائیں۔ آخر میں یہ کہکر ختم کرتا ہوں ع این ماتم سخت است کہ گوئید جوان مرد۔

قصیدہ اظہار مسرت بر فتح برطانیہ

یہ وہ نظم ہے جو خاکسار نے قادیان دارالامان کے جشن فتح کی تقریب پر منعقد ہونے والے جلسہ تقسیم انعامات کے موقعہ پر مورخہ ۲۹ نومبر ۱۹۱۸ء کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح کی موجودگی میں مسجد نور کے وسیع صحن میں پڑھی تھی۔ اب احباب کے ملاحظہ کے لئے الحکم میں دیتا ہوں۔ اگر پسند ہو تو دعاؤں سے شاد فرمائیے اگر ناپسند ہو تو بھی دعاؤں کا محتاج ہوں۔ والسلام خاکسار مہر محمد خان شہاب احمدی مایر کوٹلوی اسسٹنٹ ایڈیٹر اخبار الفضل قادیان دارالامان

ایک عالم تھا بلا میں مبتلا۔ فتنۂ چنگیز اس کی ہر ادا
وہ ستم برپا تھا پشت ارض پر اس کے لچھن تھے غضب کے غم فزا
"کشتیاں چلتی" تھیں تا ہوں کشتیاں اس کو کہنا چاہیئے پیک فنا
بند ہا تھا آگ کی بارش کا تار اپنی وحشی قوم لیکر وہ بڑھا
کچھ عجب اندھیر تھا زیر فلک رخ کیا جس شہر کا غارت ہوا
گولیاں تھیں یا غضب کی بجلیاں شیر برٹن گوشمالی کو چلا
پڑ گئے جن سے پہاڑوں میں بھی غار جس سے لاکھوں کا صفایا ہو گیا
چونک چونک اٹھتے تھے بچے بار بار الحفیظ والامان کا شور اٹھا
ہو گئے تھے کیسے خواب و خور حرام چڑھ آیا تھا جو وہ منہ کے بل گرا
دل سے اطمینان اور آنکھوں سے خواب حیلہ جو منہ دیکھتا ہی رہ گیا
مدتوں سے زلزلے میں تھی زمین کوئی پارہ ہی نہ تھا اس کے سوا
"ہوتا موتی لگ" رہی ہر طرف اس کو آخر سر جھکانا ہی پڑا
اس کا پورا ہو رہا تھا حرف حرف قصر قیصر کرتہ و بالا کیا
قیصر جرمن کہ جس کے خوف سے ہر طرح عالم میں جس کا شور تھا
اس کی صورت تھی بلا کی رعبناک حضرت احمدؑ نے کی تھی جو دعا
سارے عالم میں نہ تھا اسکی طرح دوستوں کا بول بالا ہو گیا

جنگ یورپ تھی کہ تھا قہر خدا جارج کے سر فتح کا سہرا بندھا
جو فلک نے بھی کبھی دیکھا نہ تھا آج ہے مسرور ہر چھوٹا بڑا
سرخ نہریں بہہ رہی تھیں جا بجا کر رہے ہیں دم بدم شکر خدا
آسمان بھی جنگ سے خالی نہ تھا ہے شہاب احمدی نغمہ سرا
تھا غضب تھا رہ تاتی السما اے خدا اے بادشاہ دوسرا
توپ کے گولے تھے یا قہر خدا جلد پورا کر دے میرا ہر دعا
قلعۂ افلاک بھی تھرا اٹھا اور ہوں مفقود طاعون و وبا
ذکر کیا پیر و جوان کے خوف کا دور ہو جائے جہاں سے اضطراب
پڑ گیا تھا ہلکہ کہتا بڑا ہر طرف ہو دور دورا امن کا۔
مثل عنقا ہو گئے تھے بے پتا
اٹھ رہی تھی توبہ توبہ کی صدا
ہر طرف تھا شور فریاد و بکا
حضرت احمدؑ کا جو ارشاد تھا
بید کے مانند تھا ہر من چلا
اس کی باتوں میں غضب کا سحر تھا
دشمن امن و صلح و وفا

تھی بلا کو قہر آلودہ نظر
اس کی کرتوتوں سے نالاں تھا جہاں
اس کو کہنا چاہیئے اک دیو جنگ
ہر بربادی آزادی دامن
ہر طرف ظالم نے ہلچل ڈالدی
حد سے جب بڑھنے لگی شوریدگی
کچھ دنوں باہم صف آرائی ہوئی
رفتہ رفتہ جرمنی افواج میں
جنگ کی طاقت نہ جرمن میں رہی
جب نہ قیصر کو ملی راہ فرار
بس یہی سوجھی کہ چھوڑا تخت و تاج
ابن اللہ تھا جو سرتاپا غرور
آسمان سے بجلیاں اس پر گریں
ہو گئی اب ختم وہ جنگ عظیم
الحمد اب ہوا اس کا ظہور
دشمن برٹن نے پائی ہے شکست
قیصر جرمن ہوا ہے سرنگوں
آج ہیں بشاش سب خورد و کلاں
احمدی ہیں سب سے بڑھکر شاد و شاد
منعقد ہے جلسہ فتح و ظفر
اے خدا اے خالق کون و مکاں
یہ دعا ہے اب بصد عجز و نیاز
خاتمہ ہو قحط کا بھی مثل جنگ